"تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ' اس نے بہت سر اٹھا رکھا ہے"۔

﴿ فَاْتِيَاهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْۤ اِسْرَآئِيْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ ﴾ (طٰهٰ : ۴۷)

"غرض اس کے پاس جاؤ اور جا کر کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں' تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ رخصت کر دیجئے اور ان کو عذاب نہ دیجئے"۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو گزشتہ ایام کی قوموں کے عروج و زوال کے حالات سے مطلع کرو اور اس طرح ان کو متنبہ کرو۔ سورۂ ابراہیم میں فرمایا ہے :

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ ﴾

(ابراهيم : ۵)

"اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لاؤ اور ان کو اللہ کے دن یاد دلاؤ' کیونکہ ان میں ہر ایک صبر و شکر کرنے والے کے لئے نشانیاں ہیں"۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الفوز الکبیر فی اصول التفسیر صفحہ ۳ میں تَذْكِيرِ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ کے معنی درج فرماتے ہیں : یعنی بیان وقائع کہ آن را خدائے تعالیٰ ایجاد فرمودہ است از جنس انعام مطیعین و تعذیب مجرمین۔

سورۂ یونس میں ارشاد ہوتا ہے :

﴿ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾

(یونس : ۸۷)

"ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ مصر میں اپنے لوگوں کے رہنے کو گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو مسجدیں قرار دو اور نمازیں پڑھو۔ اور اے موسیٰ ایمان والوں کو خوشخبری دو (کہ اب تمہاری نجات کا وقت قریب آ

گیا ہے)"۔

ایک مُردہ قوم کو زندہ کرنے کے لئے گزشتہ ایام کے زوال اور عروج کے حالات اور کامیابی کی پوری امید جو کچھ کر سکتے ہیں ان کو اس زمانہ کی اقوام نے اچھی طرح محسوس کرلیا ہے۔

جس وقت فرعون کے ساحر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو گئے تو فرعون نے ان سے کہا :

﴿ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ○ قَالُوْا لَا ضَيْرَ . . . ﴾

"ہم تمہارے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹیں گے اور تم سب کو سولی دیں گے۔ تو انہوں نے جواب دیا : کوئی حرج کی بات نہیں ہے...."

﴿ فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ ﴾ (طٰهٰ : ۷۲)

"تُو جو کرنے والا ہے کر گزر"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اپنے اصول اور مقصد کی تکمیل کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار تھے۔

نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصّے میں قومی اتفاق پر بہت زور ہے۔ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر گئے اور اپنا جانشین حضرت ہارون کو کر گئے تو ان کی قوم میں گوسالہ پرستی شروع ہو گئی۔ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپس آکر یہ حالت دیکھی تو نہایت ناراض ہوئے اور حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا :

﴿ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْا○ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ○ ﴾ (طٰهٰ : ۹۳)

"اور کہا: اے ہارون! جب تم نے ان کو دیکھا تھا کہ یہ لوگ گمراہ ہو گئے تو تم کو کیا وجہ مانع ہوئی کہ تم نے میری ہدایت کی پیروی نہ کی۔ کیا تم نے میری حکم عدولی کی؟"

یعنی جب وہ گمراہ ہو رہے تھے تو تم نے ان کو کیوں نہ روکا؟ تو حضرت ہارون علیہ السلام نے جواب دیا :

﴿ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ

فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ .... ﴾ (طٰهٰ : ۹۴)

"کہا کہ اے میرے ماں جائے بھائی! میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑو' میں اس بات سے ڈرا کہ تم واپس آکر یہ کہنے لگو کہ تم نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی"۔

یعنی حضرت ہارون علیہ السلام کو جب اپنی اصلاح کی کوششوں میں کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے اپنی قوم کی عارضی گمراہی کو پسند کیا' بجائے اس کے کہ آپ اس کو روکنے کے لئے ایسی پُر زور کوشش کرتے جس سے قوم کے ٹکڑے ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

مسلمانوں کے جمود کے اسباب

ایک پیغمبر نا اتفاقی کے مقابلہ میں قوم کا عارضی گمراہی میں رہنا پسند کرتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب تک قوم متفق رہتی ہے اسی وقت تک عمدہ نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔

اب ظاہر ہو گیا ہو گا کہ قرآن شریف کے ایک حصہ کا تو مفہوم ہی بدل گیا' ایک حصہ بھلا دیا گیا اور ایک حصّے کی تعلیم کو کہانیوں کا درجہ دیا گیا ہے اور اس سے مستفید ہونے کی کوشش نہیں کی جاتی' تو پھر کون سی تعجب کی بات ہے کہ اب قرآن مجید سے وہ نتیجے پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے کمزور کرنے کی جو کوششیں ہوئی ان کے بارے میں علامہ عبدہ مصری کی رائے نقل کی جائے۔ علامہ موصوف اپنی کتاب "الاسلام و النصرانية" میں صفحہ ۱۱۳ پر مسلمانوں کے جمود اور اس کے اسباب کے متعلق بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

ثم اخطأ ملک فی الساسية فاتخذ من سعة الاسلام سبيلا الا ما کان يظنه خيرا له ظن ان الجيش العربی قد يکون عونا لخليفة علوی لان العلويين کانوا لصق بيت النبی صلی اللّٰه عليه و آله وسلم ' فاراد ان يتخذ له جيشا اجنبيا من الترک و الديلم و غيرهم من الامم التی ظن انه يستعبدها بسلطانه و يصطفها باحسانه' فلا تساعد الخارج عليه و لا تعين طالب مکانه من الملک و فی سعة احکام الاسلام و سهولته